Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (3) July-Sept, 2017 pp.71-84.
ISSN 2520-7113 (Print) ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

ایک مجلس کی تین طلاق، مجموعہ مقالات علمیہ کا تنقیدی مطالعہ

جویریہ تحسین[1] ، پروفیسرڈاکٹر عبدالغفور اعوان[2]

ABSTRACT-The objective of this research paper is to investigate the issue of divorce. It is conflict of opinion over the issue whether divorce given thrice at a time will be treated as one divorce or three. If it is treated three, then the wife and husband will have to be separated and divorce will become effective. In this paper, we have extensively studied this issue in the light of Quran-o-Sunnah. Our study results show that three divorces given at a time may be counted as one and the husband has a right to live with his wife normally. It is a tragic fact that divorce brings far-reaching effects on both families of spouse in the form of mutual hatred, conflict and disliking. If there is offspring he/she will became shelterless. It is, therefore, suggested that both wife and husband should think again and again about the pros and cons of divorce before resorting to it. We also suggest that the government should enact law that provides protection to divorced women so that they may be able to live honorably in the society.

Key words: Wedding contract, divorce, social impact, mutual hatred, family conflict

Type of paper: **Original Research Article**

Paper received: 07.04.2017
Paper accepted: 28.05.2017
Online published:01.07.2017

1.M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Institute of Southern Punjab, Multan.
2. Dean,Faculty of Social Sciences. Ghafoor70@yahoo.com.Cell # +923136015051.

موضوع کا پس منظر:

ہمارے معا شر ے کا حا ل یہ ہے کہ لو گ بُر ی طر ح جہالت میں مُبتلا ہیں ۔ شر عی احکا م سے بہت کم لو گ واقفیت رکھتے ہیں اسی لئے بیک وقت تین
طلا قیں دے بیٹھتے ہیں اور بعد میں پچھتا نے لگتے ہیں ۔ دوسر ی طرف مر د کی اس نادا نی کے نتیجہ میں خاندا ن کے لئے بڑ ےمسا ئل پیدا ہو جاتے ہیں اور تیسر ی طر ف مسلم پر سنل لا اور اسلا می نظا م معاشر ت کے مخا لفین شر یعت پر حر ف زنی کر نے اور اسلا می طر ز معا شر ت کی بڑ ی بھو نڈ ی تصو یر پیش کر نے لگتے ہیں جس سے نیا اور جد ید تعلیم یافتہ ذہن متا ثر ہو رہا ہے۔
اس صور تِ حا ل کے پیشِ نظر مصا لحِ دین اور مصالحِ اُ مت کا تقاضا ہے کہ فقہی مسلکوں کے خو ل میں بند رہنے کے بجا ئے وسیع النظر ی سے کا م لیا جا ئے اور اُ س اجتہادی را ئے کو اختیار کیا جا ئے جس کے مطا بق تین تکجا ئی طلا قوں سے ایک ہی طلا ق واقع ہو تی ہے۔ مجلس واحد کی تین طلا قوں کے مسئلہ کا حل یہ ہے کہ ایک طر ف عام مسلمانوں میں دینی شعوراور تقو یٰ پیدا کر نے کے سا تھ انہیں طلا ق دیے کے شر عی طریقہ سے واقف کر ا یا جا ئے کہ اگر کو ئی شخص طلا ق دینا چا ہے تو صر ف ایک طلا ق رجعی بحا لتِ طہر جس میں مبا شر ت نہ کی گئی ہو، دینے پر اکتفا کر ے اس کے بعد اگر وہ رجوع کر نا نہیں چا ہتا تو عد ت گز ر نے دے۔ عدت گزر نے پر دوبارہ نکاح کا موقع با قی رہے گا ۔
قرآ ن و سنت کی رُو سے طلاق دینے کااحسن طر یقہ یہ کہ حالتِ طہر میں جس میں مجا معت نہ کی گئی ہو ، صر ف ایک طلا ق دینے پر اکتفا کیا جا ئے۔ یہ طلاق عد ت کے اند ر رجعی ہو گی اور عد ت گز ر جا نے کے بعد با ئن ہو جا ئے گی ۔ یعنی عد ت گزر جا نے کے بعد رجُو ع کا مو قع تو باقی نہیں رہے گا ، البتہ مر د اور عورت دونوں چا ہیں تو دوبار ہ نکاح کرسکتے ہیں ۔ اس احسن طر یقہ کو چھوڑ کر بیک وقت تین طلا قیں دینا شر عاً در ست نہیں اور نہ ہی اس کی کو ئی ضرور ت ہے ۔ مر د کے لئے کسی مجبوری کاسوا ل بھی پیدا نہیں ہوتا ، کیو نکہ اگر وہ عورت کو چھوڑ نا ہی چا ہتا ہے تو ایک طلا ق دے کر چھوڑ سکتا ہے۔ اس لئے جو لو گ بیک وقت تین طلاقیں دے بیٹھتے ہیں اُ ن کے بارے میں اس کے سوا اور کیا کیا جاسکتا ہے کہ وہ صریح جہا لت کا ثبوت دیتے ہیں۔
آئمہ ار بعہ مجلس واحد کی تین طلا قوں کے ایفا ع کے قا ئل ہیں لیکن علماء و فقہا کی ایک تعداد صرف ایک طلاق کے وقو ع کی قا ئل ہے مثلاً اما م ابن تیمیہ اور ابن عباس و عکر مہ اور اہل علم کا ایک گرو ہ اس طر ف گیا ہے کہ طلا ق ، طلا ق کے پیچھے نہیں واقع ہو تی اور ایسی صورت میں صر ف ایک طلا ق پڑ تی ہے۔ اہل حد یث کا نقطہ نظر بھی یہی ہے۔

عائلی زندگی کا مفہوم:

عائلی زندگی یا گھریلو زندگی کو ہم گھرانہ، فیملی یا خاندان بھی کہتے ہیں۔ عربی زبان میں عائلہ کا لفظ بیوی اور گھر کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ اس کی جمع عائلات اور عیال ہے۔''العا ئلہ'' اسم فاعل بمعنی مفعول ہے اور عائلہ عربی میں کہا جاتا ہے۔

من یعو لھم الشخص من یصممھم بیت الرجل و ینفق علیہم من زوجہ و اقارب (۱)

ترجمہ:''یعنی آدمی جن کی طرف لوٹ کر جاتا ہے اور ان سے ملاقات کرتا ہے اور اپنے عزیز و اقارب میں سے جن پر خرچ کرتا ہے اسے عائلہ کہا جاتا ہے۔"

قرآن کریم اور احادیث میں اس کا مترادف''اھل'' بھی استعمال ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔
اذراء ی ناراًفقال لا ھلہ امکثو اا نی انست ناراً (۲)
ترجمہ :''جبکہ اس نے ایک آگ دیکھی اور اپنے گھر والوں سے کہا کہ ذرا ٹھہرو میں نے ایک آگ دیکھی ہے۔"
ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔
انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت (۳)
ترجمہ : ''اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم اہل بیت نبیؐ سے گندگی کو دور کر دے۔''
فا نجینہ واھلہ الا امراتہ (۴)
ترجمہ :''آخر کار ہم نے لوطؑ اور اس کے گھر والوں بجز اس کی بیوی کے جو پیچھے رہ جانے والوں میں تھی بچا کر نکال دیا۔''
گویا عائلی زندگی سے مراد گھر کے تمام افراد کی زندگی ہوتی ہے جو ماں، باپ اور بچوں پر مشتمل ہو۔ عائلی زندگی کے معنی و مفہوم میں اگرچہ چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ وغیرہ آتے ہیں لیکن اس وسیع مفہوم کیلئے اردو میں زیادہ موزوں الفاظ خاندان، کنبہ اور گھرانے کے ہیں۔ خاندان اردو زبان کا لفظ ہے جسے عربی میں''الا سرۃ''انگریزی میں ''فیملی'' اور فارسی میں''خانوادہ'' کہا جاتا ہے۔جو عرف عام میں کنبہ، قبیلہ، برادری کے معنی میں ہی استعمال ہوتا ہے۔(۵)
''الا سرۃ'' خاندان کیلئے مستعمل عربی لفظ ہے جس کا مادہ'' اس ر '' ہے اور اگر ان حروف کو ملا کر ایک لفظ کی شکل دی جائے تو '' اسر '' بنتا ہے جو کوئی معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ البتہ '' اسرۃ'' خاندان کو ہی کہا جاتا ہے۔
۱۔ابو جعفر النحاس کے ہاں خاندان کی تعریف:
الا سرۃ اقارب الرجل من قبل ابیہ
ترجمہ:''کہ باپ کی طرف سے قریبی رشتہ داروں کو اسرۃ اور خاندان سے موسوم کیا جاتا ہے۔'' (۶)

اسلام کی رو سے عائلی زندگی کا تصور:

عائلی زندگی کی اصلاح و تعمیر خاص حیثیت کی حامل ہے۔ لہٰذا اسلام نے اس کے متعلق واضح ہدایات دی ہیں۔اسلام کنبہ کے ہر فرد کے حقوق عدل کے ساتھ متعین کرتا ہے اور فرائض کی تفصیل پیش کرتا ہے۔ عا ئلی زندگی کو سنوارنے کیلئے اخلاقی، معاشرتی اور قانونی ضوابط مقرر کرتا ہے۔ انتشار کے خلاف موثر تدابیر اختیار کرتا ہے۔

اسلام ہمیں بتاتا ہے کہ والدین اور اولاد کے باہمی حقوق و فرائض کیا ہیں؟ والدین کے احترام اور اطاعت کا دائرہ کیا ہے؟ والدین کا صحیح مرتبہ اور مقام کیا ہے؟والدین کی وہ کون سی ذمہ داریاں ہیں جو اولاد کی طرف سے ان پر عائد ہوتی ہیں نیز اولاد کی تعلیم و تربیت کس نہج پر کرنی چاہیے؟ گھر میں دوسرا درجہ زوجین کا ہے۔ ایک مسلمام خاوند پر شوہر ہونے کی حیثیت سے جو فرائض عائد ہوتے ہیں ان کی نشاندہی کی گئی ہے۔ بیوی کو بتایا ہے کہ اپنے خاوند اور بچوں کی طرف کون کون سی ذمہ داریوں سے عہدہ برآمد لازم ہے۔اسلام ان تمام امور کی نشاندہی کرتا ہے۔جن کی پابندی ازدواجی زندگی کو پر مسرت اور قابل رشک بنانے کیلئے لازم ہے نیز اختلافات کی صورت میں احتیاطی اور انسدادی تدابیر بھی بتلاتا ہے۔ عائلی زندگی میں زوجین کے بعد تیسرا دائرہ یعنی قریبی رشتہ دار اور گھر کے خدام ہیں۔ اس

لیے اسلام نے ان کے باہمی حقوق و فرائض متعین کیے ہیں۔ حتیٰ کہ گھر کے پالتو جانوروں تک کے حقوق کو نظر انداز نہیں کیا۔ الغرض اسلام ہی وہ واحد دین ہے جس نے عائلی زندگی سے متعلق جامع ہدایات دی ہیں اور ان کی اصلاح و تعمیر پر بھر پور توجہ دی ہے۔

قرآن و حدیث کی روشنی میں عائلی زندگی کی اہمیت:

قرآن نے عائلی زندگی کو بہت اہمیت دی ہے۔اور اس کے متعلق درج ذیل ہدایات دی ہیں۔

۱۔ رشتہ نکاح کو قرآن مجید نے مرد اور عورت کیلئے باعث سکون و رحمت نیز اللہ کی نشانیوں میں سے قرار دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

ومن اٰیۃ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنو آ الیھا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ (۷)

ترجمہ:''اور یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ میں نے تمہارے جوڑے بنائے تاکہ تم باہمی سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان الفت اور رحمت پیدا کی۔''

اللہ کے نیک بندوں کی مداح ان الفاظ میں کی جو اولاد کے طالب ہیں:

والذین یقولون ربنا ھب لنا من ازواجنا وذریتنا قرۃ اعین (۸)

ترجمہ:''اور وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب ہماری بیویوں اور اولاد سے ہمیں آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر۔''

نیز ارشاد فرمایا:

وعا شروھن بالمعروف (۹)

ترجمہ: ''اور عورتوں کے ساتھ پسندیدہ طریقے سے زندگی گزارو۔''

عائلی زندگی معاشرہ کی اساس ہے جس کی تعمیر میں ہر فرد کو حصہ لینا چاہئے۔ قرآن نے عقد نکاح کو ہر عمر کے مرد اور عورت کیلئے خیر وبرکت کا موجب ٹھہرایا ہے۔

و انکحو الا یامی منکم والصالحین من عبادکم و امائکم (۱۰)

ترجمہ:''اور تم میں سے جن کے نکاح نہیں ہیں ان کے نکاح کروادیا کرو اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں میں سے جن میں اس کی صلاحیت ہو نکاح کر دیا کرو۔''

گویا اللہ تعالیٰ خاندان اور نسب کی حفاظت کا اتنا اہتمام کرنا چاہتے ہیں کہ آزاد تو آزاد غلاموں اور لونڈیوں کے نکاح کو اتنی اہمیت دی کہ ان کے آقاؤں اور مالکوں کو اپنے کلام کے ذریعے حکم فرمایا کہ نسب اور خاندان میں ان کے ذریعے بھی بگاڑ آسکتا ہے لہذا ان کا بھی بندوبست کیا جائے۔

احادیث نبوی ﷺ:

عائلی زندگی سے متعلق نبی پاکؐ کی متعدد احادیث ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

۱۔نکاح کرنا میری سنت ہے جو شخص میری سنت سے اعراض کرے گا اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

۲۔جس نے نکاح کیا اس نے اپنا آدھا دین بچا لیا پس اسے چاہیے کہ دوسرے آدھے حصے کی بھی حفاظت کرے۔

۳۔آپؐ نے رہبانیت کو مسترد کر دیا کیونکہ یہ اسلام کی نگاہ میں خلافِ فطرت اور قابلِ مذمت ہے۔

۴۔تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہل و عیال کیلئے بہتر ہے۔(۱۱)

نکاح کی اہمیت:

اسلامی شریعت میں نکاح کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ قرآن وحدیث میں اس سے متعلق خصوصی احکامات صادر ہوئے ہیں اور ان کی ترغیب صریح ارشادات نبوی میں موجود ہے۔ ایک طویل حدیث کے آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فمن رغب عن سنتی فلیس منی

ترجمہ:"جو میری سنت نکاح سے اعراض کرے گا وہ میرے طریقہ سے خارج ہے۔ "(۱۲)

ایک اور حدیث میں فرمایا :

ان سنتنا النکاح

ترجمہ:"نکاح ہماری سنت ہے۔ "(۱۳)

ایک حدیث میں نکاح کو تکمیل ایمان کا ذریعہ بتایا گیا ہے، خادم رسول انس بن مالک راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من تزوج فقد استکمل نصف الایمان فلیتق اللہ فی النصف الباقی

ترجمہ :"جس نے نکاح کرلیا اس نے اپنے نصف ایمان کی تکمیل کرلی؛ لہٰذا اسے چاہیے کہ بقیہ نصف کے بارے میں اللہ سے ڈرتا رہے۔" (۱۴)

انھیں جیسی احادیث کے پیش نظر امام اعظم ابوحنیفہ اور دیگر ائمہ نے عبادات نافلہ میں اشتغال کے مقابلہ میں نکاح کو افضل قرار دیا ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ نکاح کی ایک حیثیت اگر باہمی معاملہ کی ہے تو اسی کے ساتھ عام معاملات و معاہدات سے بالاتر یہ سنت وعبادت کی حیثیت بھی رکھتا ہے۔ نکاح کی اسی خصوصی اہمیت کی بنا پر اس کے انعقاد اور وجود پذیر ہونے کے لیے باجماع کچھ ایسے آداب اور ضروری شرائط ہیں جو دیگر معاملات، خرید وفروخت وغیرہ میں نہیں ہیں، مثلاً ہر عورت اور ہر مرد سے نکاح درست نہیں، اس سلسلے میں اسلامی شریعت کا ایک مستقل قانون ہے جس کی رو سے بہت سی عورتوں اور مردوں کا باہم نکاح نہیں ہوسکتا۔ دیگر معاملات کے منعقد ومکمل ہونے کے لیے گواہی شرط نہیں ہے، جب کہ نکاح کے انعقاد کے واسطے گواہوں کا موجود ہونا شرط ہے، اگر مرد وعورت بغیر گواہوں کے نکاح کرلیں تو یہ نکاح قانونِ شرع کے لحاظ سے باطل اور کالعدم ہوگا۔

یہ خصوصی احکام اور ضروری پابندیاں بتارہی ہیں کہ معاملۂ نکاح کی سطح دیگر معاملات و معاہدات سے بلند ہے، شریعت کی نگاہ میں یہ ایک بہت ہی سنجیدہ اور قابلِ احترام معاملہ ہے جو اس لیے کیا جاتا ہے کہ باقی رہے، یہاں تک کہ موت ہی زوجین کو ایک دوسرے سے جدا کردے۔ یہ ایک ایسا قابلِ قدر رشتہ ہے، جو تکمیلِ انسانیت کا ذریعہ اور رضائے الٰہی واتباعِ سنت کا وسیلہ ہے، جس کے استحکام پر گھر، خاندان اور معاشرے کا استحکام موقوف ہے اور جس کی خوبی وخوشگواری پر معاشرے کی خوبی وبہتری کا دارومدار ہے۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس کے انقطاع اور ٹوٹنے سے صرف فریقین (میاں بیوی) ہی متاثر نہیں ہوتے؛ بلکہ اس سے پورے نظام خانگی کی چولیں ہل جاتی ہیں اور بسا اوقات خاندانوں میں فساد ونزاع تک کی نوبت پہنچ جاتی ہے جس سے معاشرہ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ اسی بناء پر بغیر ضرورت طلاق (جو رشتۂ نکاح کو منقطع کرنے کا شرعی ذریعہ ہے) خدائے دوجہاں کے نزدیک ایک ناپسندیدہ اورناگوار عمل ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ”أبغض الحلال الی اللہ عز وجل الطلاق“ اللہ کی حلال کردہ چیزوں میں طلاق سے زیادہ مبغوض اور کوئی چیز نہیں۔ (۱۵)

ایک مجلس میں تین طلاقیں قرآن کی روشنی میں:

اسلام کی نظر میں ازدواجی زندگی ایک نہایت نازک آبگینہ ہے جس کی محافظت کے فرائض نہایت اہم ہیں، اس لیے ایک معمولی عقل رکھنے والا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ اس آبگینے کو چور چور کر دینے والی شے طلاق پر عمل پیرا ہونے کیلئے انسان کو بہت کچھ سوچنے سمجھنے اور اس کے تمام نتائج پر غور و فکر کر لینے کا موقع دیا جاتا چاہیے۔ قرآن مجید کا غور و تدبر بھی ہمیں اسی نتیجے تک پہنچاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مسئلے میں تعجل اور زور پسندی کی بالکل اجازت نہیں دی، سورہ بقرہ اور سورہ طلاق میں اس مسئلے کے تمام تفصیلی احکام سندرج ہیں۔ قرآن مجید میں طلاق کی جو صورت بتائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ پوری مدت طلاق زمانہ عدت ، یاتین طہر یا تین حیض کا زمانہ ہے۔ اس مدت میں بہ تفریق (علیحدہ علیحدہ) طلاق دینا چاہیے، دو مرتبہ طلاق دے چکنے تک مرد کو رجعت کا حق حاصل رہتا ہے، یعنی اس کے بعد بھی اگر وہ اپنی بیوی کو زوجیت میں رکھنا پسند کرے تو رکھ سکتا ہے لیکن تیسری مرتبہ طلاق دے دینے کے بعد وہ اس پر اس وقت تک کیلئے حرام ہو جاتی ہے جب تک کہ دوسرا شخص اس مطلقہ عورت سے نکاح کرکے اس کو طلاق نہ دے دے یا خود وہ شخص مر نہ جائے۔ سورہ طلاق میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

یایھالنبی اذاطلقتم النساء فطلقوھن بعد تھن واحصوالعدۃ لا تدری لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرآہ فاذابلغن اجلھن فامسکوھن بمعروف۔ (۱۶)

ترجمہ:''اے نبیؐ ! جب تم مسلمان عورتوں کو طلاق دو تو ان کو ان کی عدت کے زمانے میں طلاق دو اور عدت کو گنتے رہو۔۔۔تم نہیں جانتے شاید اللہ اس کے بعد کوئی اچھی حالت پیدا کر دے پس جب عورتیں اپنی عدت کے خاتمے کو پہنچ جائیں تو انہیں حسن سلوک کے ساتھ رکھو۔''

سورہ بقرہ میں ارشاد ہوتا ہے:

والمطلقت یتربصن بالفنسھن ثلثۃ قروء ولایحل لھن ان یکتمن ما خلق اللہ فی ارحامھن ان کن یومن باللہ والیوم الاخر وبعولتھن احق بروھن فی ذلک ان ارادوآاصلاحاَ (۱۷)

ترجمہ:''اور جن عورتوں کو طلاق دی جائے وہ اپنے آپ کو تین طہر کی مدت تک روکے رکھیں۔۔۔اور اس مدت میں ان کے شوہر ان کو واپس لینے کے دوسروں سے زیادہ مستحق ہیں اگر وہ اصلاح کی راہ اختیار کر لیں۔''

یہ آیتیں اس بات کا غیر مشتبہ ثبوت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مسلمان کے لیے طلاق کی صحیح صورت یہی تجویز کی ہے کہ وہ تین طہر یا تین حیض کی مدت میں بتدریج ایک ایک طلاق دے اور اس اثناء میں تیسری طلاق سے پہلے اگر وہ رجعت کر لینا چاہے تو اپنی بیوی کا سب سے زیادہ مستحق وہی طلاق دینے والا شوہر ہے۔ طلاق کی اس طویل مدت میں تقسیم و تفریق اسی لیے ہے کہ اس مدت میں فریقین کو آئندہ واقعات و حالات اور طلاق کے نتائج پر غور کر لینے اور ان کو اچھی طرح سمجھ لینے کا کافی موقع ملے، طلاق کی اسی صورت کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرہ کی ایک دوسری آیت میں اور زیادہ وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔

الطلاق مرتن فامسک بمعروف او تسریح باحسان۔۔۔فان طلقھا فلاتحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ (۱۸)

ترجمہ :''طلاق دو مرتبہ ہے اس کے بعد یا تو حسن سلوک کے ساتھ رکھنا ہے یا خوش اسلوبی کے ساتھ

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (3) July-Sept, 2017 pp.71-84.
ISSN 2520-7113 (Print) ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

رخصت کر دینا۔۔۔۔پس اگر تیسری مرتبہ طلاق دے دی تووہ اس کیلئے اس وقت تک حرام ہے جب تک اس سے کوئی دوسرا شخص شادی نہ کر چکے۔''

سورہ الطلاق والی آیت میں (واحصو العدۃ) کے بعد جو نقطے ہیں وہاں پر آیتیں طوالت کی وجہ سے لکھی نہیں گئیں ، ان کے احکام یہ ہیں کہ اس مدت میں عورتوں کو بغیر کسی سخت ضرورت شرعی کے گھر سے نکلنے نہ دو اور سورہ بقرہ کی اس دوسری آیت میں (باحسان) کے بعد جو ڈائش ہیں وہاں پر آیات کے احکام یہ ہیں کہ جوکچھ تم نے ان کو دیا ہے اس کو واپس لے لینا تمہارے لیے جائز نہیں ہے، اس احکام کے بعد دونوں سورتوں کی بقیہ آیات محذومہ میں یہ مشترک حکم ہے کہ عدت میں طلاق دینا ، عدت کا شمار کرنا، عورتوں کو اس زمانے میں گھر سے نکلنے نہ دینا یا دوسری آیت کے مطابق" جو کچھ ان کو دیا ہے اس کو واپس نہ لینا ، یہ اللہ تعالیٰ کی قائم کی ہوئی حدود ہیں۔ جن سے تجاوز کرنا کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں اور جو شخص تجاوز کر لے گا وہ انے نفس پر ظلم کر لے گا " اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عدت میں بتدریج طلاق دینا اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حد ہے جس سے تجاوز کرنے والا ظالم ہے۔

صحیح طریقہ طلاق کا فائدہ:

طلاق کا صحیح طریقہ اختیار کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ اس کے بعد اگر رجوع اور صلح کی صورت بن جائے تو محدثین اور فقہائے اربعہ سب کے نزدیک تین حیض یا تین مہینے کے اندر رجوع ، اور عدت گزر جانے کے بعد دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے اور اگر طلاق دینے کے بعد رجوع نہ ہو اور عدت (تین حیض) گزر جائے تو ان کے مابین تعلق زوجیت ختم ہو جائے گا۔ مطلقہ بیوی اس کے بعد آزاد ہے ، جہاں چاہے نکاح کرلے حتی کہ پہلے خاوند سے بھی نکاح کر سکتی ہے۔

نبی کریمﷺ ایک ہی مرتبہ تین طلاقیں دینے پر شدید غصے کا اظہار فرمایا ہے اور اس اللہ کی کتاب کے ساتھ استہزا اور مزاق قرار دیا ہے اور اسی غلط طریقے کی وجہ سے پھر اختلاف بھی واقع ہوتا ہے۔

کچھ علماء کہتے ہیں کہ اس طرح تینوں طلاقیں واقع ہو گئی ہیں اور اب حلالے کے سوا کوئی چارہ نہیں ، اس کے بغیر دونوں کا دوبارہ نکاح نہیں ہو سکتا۔ یہ ایک لعنتی فعل ہے جسے کوئی غیرت مند مرد اور عورت برداشت نہیں کر سکتی اور نبی ﷺ نے حلالہ کرنے والے اور کروانے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے اور حلالہ کرنے والے کو کرائے کا سانڈ قرار دیا ہے۔ جیسے فرمایا:

الا اخبر کم بالتیس المستعاد؟ قالو : بلی یا رسول اللہ ! قال: ھو المحلل، لعن اللہ المحلل و المحلل لہ (١٩)

ترجمہ :''کیا میں تمہیں کرائے کا سانڈ بتلاؤں؟ صحابہ نے کہا: ہاں! ضرور بتلائیے اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے فرمایا: وہ حلالہ کرنے والا ہے،اللہ حلالہ کرنے والے پر لعنت فرمائے اور اس پر بھی جس کیلئے حلالہ کروایا جائے۔''

اس کے بر عکس دوسرے علماء کا مؤقف یہ ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہی طلاق رجعی شمار ہوں گی، یعنی اس کے بعد خاوند اگر رجوع کرنا چاہیے تو تین مہینے کی عدت کے اندر رجوع کر سکتا ہے، اس کیلئے اسے نکاح کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

طلاق ثلاثہ کی بابت سب سے مشہور و جامع حدیث وہ ہے جسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔

حدیث کے الفاظ ہیں:

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (3) July-Sept, 2017 pp.71-84.
ISSN 2520-7113 (Print) ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

کان الطلاق علی عہد رسول اللہ ﷺ وابی بکرو سنتین من خلافتہ عمر طلاق الثلاث وحدۃ فقال عمر بن الخطاب ، ان الناس قد استعجھلوافی ائر کانت لہم فیہ بن الخطاب ، ان الناس قد استعجھلوافی ائر کانت اناۃ فاؤامغیناہ علیہم فامضاہ علیہم۔ (۲۰)

ترجمہ:''یعنی عہد نبوی ﷺ خلافت صدیقیؓ اورحضرت عمرؓ کی خلافت کے ابتدائی دو برسوں تک تین طلاق ایک شمار ہوتی تھی لیکن جب کثرت سے لوگوں نے طلاق دینی شروع کی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا جس کام میں لوگوں کو مہلت دی گئی تھی اس میں وہ جلد بازی سے کام لینے لگے۔ لہٰذا ہم اس کو ان پر نافذ کر دیں تو کیا حرج ہے۔ چنانچہ انہوں نے ان سب کو نافذ کر دیا۔''

یعنی ایک مجلس کی تین طلاقوں کو تین قرار دے کر عورت کو بائینہ قرار دیتے تھے۔ انہوں نے اس ی بس نہیں کیا بلکہ سرکاری حکم نامے کے ذریعے یہ بات مشتہر کر ا دی کہ جو شخص بھی بیک زبان تین طلاقیں دے گا وہ تین شمار ہو گی اور ایسا کرنے والے پر وہ بڑی سختی کرتے تھے۔

طلاق دینے کا صحیح اور مسنون طریقہ:

1 ۔حالت حیض میں طلاق دینا اتنا گناہ کا کام ہے اور اللہ کی حد یا قانون کی خلاف ورزی ہے۔ جس پر رسول اللہ ﷺ کو غصہ آگیا۔کیو نکہ حیض کی حا لت میں طلا ق دینے سے تین قر د کا شمار در ست طور پر نہیں ہو سکتاخواہ قر کو حیض کے معنی لیا جائے یا طہر کے معنی میں ۔ مہر کے معنی میں لیا جا ئے تو طلا ق کے بعد حیض کے بقایا ایا م عد ت سے زا ئد شما رہو جا تے ہیں اور اگر حیض کے معنی میں لیاجا ئے تو سوا ل پیداہو گا کہ آیا اس حیض کو جس میں طلاق دی گئی ہے شمار کیاجائے یاچھوڑ دیاجائے؟ جو صورت بھی اختیار کی جائے وہ اللہ کے
قانو ن کی خلاف ورزی ہی ہو گی ۔

2۔آ پ ؐکے الفا ظ اسے حکم دو کہ رجو ع کر ے ، سے معلو م ہو ا کہ اگر چہ حیض کی حا لت میں طلا ق دینا خلافِ سنت اور گنا ہ کاکام ہے تا ہم قا نو نی لحاظ سے وہ ایک طلا ق شمار ہو جائے گی ۔ ور نہ رجو ع کرنے کا کچھ مطلب ہی نہیں نکلتا ۔ اسی با ت پر قیا س کر تے ہو ئے فقہا کہتے ہیں کہ اگر چہ ایک ہی مجلس میں تین طلا ق دینا خلا ف سنت اور حرا م ہے۔تا ہم تینوں طلا قیں واقع ہو جاتی ہیں ۔

قیاس کی حد تک ان کی با ت در ست معلو م ہو تی ہے۔ مگر اس نص کی مو جو د گی میں کہ دورِ نبو یؐ ،دورِ صدیقی اور دورِ فاروقی کے ابتدا ئی دو سا ل تک ایک ہی مجلس میں دی ہو ئی تین طلا قیں ایک ہی طلا ق شما ر ہوتی تھی۔ اس قیاس کی چند اں دقعت باقی نہیں رہتی ۔ کیونکہ نص کی مو جو د گی میں قیا س کر نا نا جا ئز ہے۔

3۔ طلا ق طہر کی حا لت میں دینا چاہیے جس میں صحبت نہ کی گئی ہو اور بہتر صورت یہی ہے طہر کے ابتدا ء میں طلا ق دی جا ئے ۔ البتہ غیر مد خو لہ عورت کو طہر اور حیض دونوں صورتوں میں طلا ق دی جا سکتی ہے۔ کیونکہ اس سے نہ نسب کے مسا ئل پیدا ہو تے ہیں اور نہ وراثت کے ۔ اسی طرح بے حیض عورت یا حا ملہ عورت کو مبا شر ت کے بعد بھی طلا ق دی جا سکتی ہے۔کیو نکہ صورتوں میں عد ت کا کو ئی مقد مہ مجروح یا مشکو ک نہیں ہوتا۔

4۔ طلا ق کا صحیح طر یقہ یہ ہے کہ جس طہر میں مر د طلا ق دینا چاہے اس میں اس طرح عورت پر طلا ق با ئن واقع ہو جا ئے گی اور اس کے فا ئد ے ہیں ۔ ایک یہ کہ عد ت کے آ خر ی وقت تک مر د کو رجو ع کا حق باقی رہتا ہے اور دوسرا یہ کہ طلا ق واقع ہو جا نے کے بعد بھی اگر فر یقین رضا مند

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (3) July-Sept, 2017 pp.71-84.
ISSN 2520-7113 (Print) ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

ہوں تو تجدید نکاح کی گنجائش باقی رہتی ہے۔

غیر شرعی طلاق کے نقصانات :

جو شخص بھی ان قوانین کی پابندی نہیں کرے گا اس کاکچھ نہ کچھ نقصان اسے دنیا میں پہنچ کر رہے گا ۔ صحیح طور پر سنت کے مطابق طلاق نہ دینے سے عدت کی گنتی میں اختلاف بھی پیداہو گا اور مشکل بھی ، پھر نسب اور وراثت کے مسائل بھی کھڑے ہوں گے ۔ حق رجوع کی عدت یا اس کا کچھ حصہ ساقط ہو جائے گا اور تجدید نکاح کی بھی بغیر تحلیل کے کوئی صورت باقی نہ رہے گی بعض علماء نے یہ دلیل دی ہے کہ بیک وقت تین طلاق دینے سے تین ہی واقع ہو جاتی ہیں ورنہ اگر اسے ایک ہی رجعی طلاق شمار کیاجائے اور اس کاحق رجوع باقی رہنے دیا جائے تو اس کو کیا نقصان پہنچا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ دلیل بھی بہر حال ایک قیاس ہے اور نص کے مقابلہ میں قیاس کی کچھ حقیقت نہیں ہوتی ۔ بیک وقت تین طلاق دینا گناہ کبیرہ اور حرام ہے۔

رہی اس کے نقصان کی بات تو کیا یہ تھوڑا نقصان ہے کہ وہ ایک حرام کام اور گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا ہے۔ اور اس بات پر سب فقہاء کا اتفاق ہے اور یہ اتنا بڑا گناہ ہے کہ دورِ نبوی ؐمیں ایک شخص نے بیک وقت تین طلاقیں دیں تو آپؐ یہ سُن کر غصہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میری موجودگی میں کتاب اللہ سے اس طرح کا تلاعب اور مذاق ؟ یہاں تک کہ ایک شخص کھڑا ہو کر کہنے لگا یا رسول اللہ ؐمیں اسے قتل نہ کر دوں ۔ (نسائی ۔کتاب الطلاق)

علاوہ ازیں یہ انداز فکر ہی درست نہیں کہ جسے کسی گناہ کبیرہ کے ارتکاب پر دنیا میں کوئی سزا نہ ملے یا اس کاکوئی نقصان نہ ہو وہ اپنے نفس پر کچھ ظلم نہیں کرتا ۔ بلکہ اصل نقصان تو آخرت کا نقصان ہے۔ نئی صورت سے مراد مصالحت ، رضامندی اور رجوع کی وہ راہیں ہیں جو طلاق کے بعد فریقین کو ہوش میں آنے اور طلاق کے نقصانات پر غور کرنے کے بعد درست نظر آنے لگتی ہیں۔

تین طلاقوں پر جمہور ائمہ کرام کی آراء

دلیل نمبر ۱

قَالَ الْاِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ الْکَبِیْرُ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ الْبُخَارِیُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللہِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِکٌ عَنِ ابْنِ شِہَابٍ اَنَّ سَہْلَ بْنَ سَعْدٍ السَاعِدِیَّ اَخْبَرَہُ...قَالَ عُوَیْمَرُکَذِبْتُ عَلَیْہَا یَارَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْ اَمْسَکْتُہَا فَطَلَّقَہَا ثَلاَ ثًا قَبْلَ اَنْ یَّامُرَہُ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ {وَفِیْ رِوَایَۃٍ}قَالَ فَطَلَّقَہَا ثَلاَثَ تَطْلِیْقَاتٍ عِنْدَ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَنْفَذَہُ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔(۲۱)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! اگر میں اس کو اپنے پاس روکوں اور بیوی بناکر رکھوں تو میں نے پھر اس پر جھوٹ کہا پھراس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم صادر فرمانے سے پہلے ہی اس کو تین طلاقیں دے دیں۔(سنن ابی داود کی روایت میں ہے کہ) اس نے اس کو (یعنی عویمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنےتین طلاقیں دیں توآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کونافذ کردیا۔

دلیل نمبر2

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (3) July-Sept, 2017 pp.71-84.
ISSN 2520-7113 (Print) ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

قَالَ الْاِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ الْکَبِیْرُ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ الْبُخَارِیُّ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰ عَنْ عُبَیْدِ اللہِ قَالَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَۃَاَنَّ رَجُلاً طَلَّقَ اِمْرَأَتَہٗ ثَلٰثاً فَتَزَوَّجَتْ فَطَلَّقَ فَسُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَحِلُّ لِلْاَوَّلِ؟ قَالَ:لَاحَتّٰی یَذُوْقَ عُسَیْلَتَہَا کَمَا ذَاقَ الْاَوَّلُ۔(۲۲)

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں،اُس نے کسی اورمرد سے نکاح کیااور(ہمبستری سے پہلے)اسے طلاق دے دی۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیاگیاکہ وہ عورت اپنے پہلے خاوند کے لیے حلال ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:’’نہیں!جب تک کہ دوسرا خاوند اس سے ہمبستری نہ کرے (اور لطف اندوز نہ ہوجائے) جیساکہ پہلا خاوند ہوا۔

دلیل نمبر3

قَالَ الْاِمَامُ الْحَافِظُ عَلِیُّ بْنُ عُمَرَ الدَّارَقُطْنِیُّ نَاعَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَیْدِ الْحَافِظِ نَامُحَمَّدُ بْنُ شَاذَانَ الْجَوْہَرِیُّ نَامُعَلّٰی بْنُ مَنْصُوْرٍ نَاشُعَیْبُ بْنُ رُزَیْقٍ أَنَّ عَطَاءَ الْخُرَاسَانِیَّ حَدَّثَہُمْ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ نَاعَبْدُاللہِ بْنُ عُمَرَ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ! رَأیْت لَوْ اَنِّیْ طَلَّقْتُہَا ثَلَاثاً کَانَ یَحِلُّ لِیْ أنْ أُرَاجِعَہَا؟ قَالَ لَا کَانَتْ تَبِیْنُ مِنْکَ وَتَکُوْنُ مَعْصِیَۃً۔(۲۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حیض کی حالت میں اپنی بیوی کو ایک طلاق دے دی پھر ارادہ کیا کہ باقی دوطلاقیں بھی بقیہ دوحیض(یا طہر) کے وقت دے دیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبرہوئی توآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا:’’تجھے اللہ تعالی نے اس طرح تو حکم نہیں دیا تو نے سنت کی خلاف ورزی کی ہے سنت تو یہ ہے کہ جب طہر(پاکی) کا زمانہ آئے تو ہر طہرکے وقت اس کوطلاق دے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ تو رجوع کرلے! چنانچہ میں نے رجوع کر لیا پھرآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:’’ جب وہ طہر کے زمانہ میں داخل ہو تو اس کوطلاق دے دینا اورمرضی ہو تو بیوی بناکررکھ لینا ۔ ‘‘ اس پرمیں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ تو بتلائیں کہ اگر میں اس کو تین طلاقیں دے دیتا تو کیا میرے لیے حلال ہوتا کہ میں اس کی طرف رجوع کر لیتا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:’’نہیں وہ تجھ سے جدا ہو جاتی اوریہ (کام کرنا) گناہ ہوتا۔

دلیل نمبر4

عَنْ اَبِیْ سَلْمَۃَ اَنَّ حَفْصَ بْنَ الْمُغِیْرَۃِ طَلَّقَ اِمْرَأَتَہٗ فَاطِمَۃَ بِنْتَ قَیْسٍ عَلٰی عَہْدِ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاثَ تَطْلِیْقَاتٍ فِیْ کَلِمَۃٍ وَاحِدَۃٍ فَأَبَانَہَامِنْہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَمْ یَبْلُغْنَا أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَابَ ذٰلِکَ عَلَیْہِ۔(۲۴)

ترجمہ: حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حفص بن مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہما کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک کلمہ کے ساتھ تین طلاقیں دیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بیوی کو اس سے جدا کردیا اورہم کویہ بات نہیں پہنچی کہ اس وقت سے حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفص بن مغیرہ رضی اللہ عنہ پر کسی قسم کاعیب لگایا ہو(یعنی ناراضگی کا اظہار کیا ہو)۔

دلیل نمبر5

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (3) July-Sept, 2017 pp.71-84.
ISSN 2520-7113 (Print) ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

قَالَ الْاِمَامُ الْحَافِظُ عَلِّیُّ بْنُ عُمَرَ الدَّارَقُطْنِیُّ نَاأَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَیَّادِ الْقَطَّانُ نَاابْرَاہِیْمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْھَیْثَمِ صَاحِبُ الطَّعَامِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَیْدٍ نَا سَلْمَۃُ بْنُ الْفَضْلِ عَنْ عَمْروبْنِ أَبِیْ قَیْسٍ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ عَبْدِالْاَعْلٰی عَنْ سُوَیْدِ بْنِ غَفْلَۃَ قَالَ کَانَتْ عَائِشَۃُ الْخَثْعَمِیَّۃُ عِنْدَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ أَبِیْ طَالِب وَقَالَ لَوْلَاأَنِیْ سَمِعْتُ جَدِّیْ أَوْحَدَّثَنِیْ أَبِیْ أَنَّہُ سَمِعَ جَدِّیْ یَقُوْلُ أَیُّمَا رَجُلٍ طَلَّقَ اِمْرَأَتَہُ ثَلَاثاً مُبْھَمَۃً أَوْ ثَلَاثاً عِنْدَ الْاِقْرَاءِ لَمْ تَحِلَّ لَہُ حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجاً غَیْرَہُ ۔(۲۵)

ترجمہ: حضرت سوید بن غفلہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:’’حضرت عائشہ خثعمیہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے نکاح میں تھیں(جب حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر لوگوں نے بیعت کرکے ان کو اپنا خلیفہ منتخب کرلیا اس موقع پر) انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کوکہا : ’’اے امیر المؤمنین! آپ کو خلافت مبارک ہواس پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا یہ مبارک باد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت پر ہے؟ تو اس پر خوشی کا اظہار کر رہی ہے ؟ جا! تجھے تین طلاقیں ہیں۔ عدت گزرنے پرحضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اس کوبقیہ مہر اور مزید دس ہزار دیے تو وہ جواب میں کہنے لگی کہ طلاق دینے والی جیب سے یہ مال کم ملا ہے اس پرحضرت حسن رضی اللہ عنہ رو دیے) اور فرمایا کہ اگر میں نے اپنے نانا جان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہ سنا ہوتا یا یہ فرمایا کہ مجھے میرے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے میرے نانا جان کی یہ حدیث اگر نہ سنائی ہوتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:’’جو شخص اپنی بیوی کو ایک دفعہ تین طلاقیں دے دے یا تین طہروں میں تین طلاقیں دے دے تو وہ اس کے لیے حلال نہیں ہوتی یہاں تک کہ وہ کسی اورمرد سے نکاح نہ کرے۔ تو میں ضروراس کی طرف رجوع کرلیتا۔‘‘

دلیل نمبر6

قَالَ الْاِمَامُ الْحَافِظُ الْمُحَدِّثُ عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا یَحْیَ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ عُبَیْدِ اللہِ بْنِ الْوَلِیْدِ الْعَجَلِیِّ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ دَاوٗدَ عَنْ عُبَادَۃَ (بن) الصَامِتِ قَالَ: طَلَّقَ جَدِّیْ اِمْرَأَۃً لَہُ أَلْف تَطْلِیْقَۃً فَانْطَلَقَ أَبِیْ اِلٰی رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَلَہُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَا اِتَّقٰی اللہَ جَدُّکَ اَمَّا ثَلَاثٌ فَلَہُ وأَمَّا تِسْعُ مِائَۃٍ وَسَبْعٌ وَّتِسْعُوْنَ فَعُدْوَانٌ وَظُلْمٌ اِنْ شَاءَ اللہُ تَعَالیٰ عَذَّبَہُ وَاِنْ شَاءَ غَفَرَلَہُ۔(۲۶)

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے دادا نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دے دیں تو میرے والد نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر اس واقعہ کا ذکرکیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:’’کیا تیرے والد (والد کوبھی جد کہا جاتا ہے) اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرے اسے صرف تین طلاقوں کاحق ہے اور نو سو ستانوے زیادتی اور ظلم ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہیں تو اس کوعذاب دے دیں اوراگر چاہیں تو معاف کردیں۔

اسلام کا ضابطۂ طلاق:

اس لیے جو اسباب ووجوہ اس بابرکت اور محترم رشتہ کو توڑنے کا ذریعہ بن سکتے ہیں، انھیں راہ سے ہٹانے کا کتاب وسنت کی تعلیمات نے مکمل انتظام کردیا ہے۔ زوجین کے باہمی حالات ومعاملات سے متعلق قرآن وحدیث میں جو ہدایتیں دی گئی ہیں، ان کا مقصد یہی ہے کہ یہ رشتہ کمزور ہونے کی بجائے پائیدار اور مستحکم ہوتا چلا جائے۔ ناموافقت کی صورت میں افہام وتفہیم، پھر زجر وتنبیہ اور اگر اس سے کام نہ چلے اور بات بڑھ جائے تو خاندان ہی کے افراد کو حکم وثالث بناکر معاملہ طے کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (3) July-Sept, 2017 pp.71-84.
ISSN 2520-7113 (Print) ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

لیکن بسااوقات حالات اس حد تک بگڑ جاتے ہیں کہ اصلاح حال کی یہ ساری کوششیں بے سود ہوجاتی ہیں اور رشتہ ازدواج سے مطلوب ثمرات وفوائد حاصل ہونے کے بجائے زوجین کا باہم مل کر رہنا ایک عذاب بن جاتا ہے۔ ایسی ناگزیر حالت میں ازدواجی تعلق کا ختم کردینا ہی دونوں کے لیے؛ بلکہ پورے خاندان کے لیے باعث راحت ہوتا ہے، اس لیے شریعت اسلامی نے طلاق اور فسخ نکاح کا قانون بنایا، جس میں طلاق کا اختیار صرف مرد کو دیاگیا جس میں عادتاً وطبعاً عورت کے مقابلہ میں فکر وتدبر اور برداشت وتحمل کی قوت زیادہ ہوتی ہے، علاوہ ازیں مرد کی قوامیت وافضلیت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ یہ اختیار صرف اسی کو حاصل ہو؛ لیکن عورت کو بھی اس حق سے یکسر محروم نہیں کیا کہ وہ ”کالمیت فی ید الغسال“ شوہر کے ہر ظلم و جور کا ہدف بنی رہے اور اپنی رہائی کے لیے کچھ نہ کرسکے؛ بلکہ اسے بھی یہ حق دیا کہ شرعی عدالت میں اپنا معاملہ پیش کرکے قانون کے مطابق طلاق حاصل کرسکتی ہے یا نکاح فسخ کراسکتی ہے۔

پھر مرد کو طلاق کا اختیار دے کر اسے بالکل آزاد نہیں چھوڑدیا؛ بلکہ اسے تاکیدی ہدایت دی کہ کسی وقتی وہنگامی ناگواری میں اس حق کو استعمال نہ کرے، اس پر بھی سخت تنبیہ کی گئی کہ حق طلاق کو دفعتاً استعمال کرنا غیر مناسب اورنادانی ہے؛ کیونکہ اس صورت میں غور وفکر اور مصالح کے مطابق فیصلہ لینے کی گنجائش ختم ہوجائے گی، جس کا نتیجہ حسرت وندامت کے سوا کچھ نہیں۔ اس کی بھی تاکید کی گئی کہ حیض کے زمانہ میں یا ایسے طہر میں جس میں ہم بستری ہوچکی ہے طلاق نہ دی جائے؛ کیونکہ اس صورت میں عورت کو خوامخواہ طول عدت کا ضرر پہنچ سکتا ہے؛ بلکہ اس حق کے استعمال کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ جس طہر میں ہم بستری نہیں کی گئی ہے ایک طلاق دے کر رک جائے، عدت پوری ہوجانے پر رشتہ نکاح ختم ہوجائے گا۔ دوسری یا تیسری طلاق کی ضرورت نہیں پڑے گی اور اگر دوسری یا تیسری طلاق دینی ہی ہے تو الگ الگ طہر میں دی جائے۔

پھر معاملہ نکاح کے توڑنے میں یہ لچک رکھی کہ ایک یا دو بار صریح لفظوں میں طلاق دینے سے فی الفور نکاح ختم نہیں ہوگا؛ بلکہ عدت پوری ہونے تک یہ رشتہ باقی رہے گا۔ دوران عدت اگر مرد طلاق سے رجوع کرلے تو نکاح سابق بحال رہے گا، جب کہ دیگر معاملات بیع وشراء وغیرہ میں یہ گنجائش نہیں ہے۔ نیز عورت کو ضرر سے بچانے کی غرض سے حق رجعت کو بھی دوطلاق تک محدود کردیاگیا؛ تاکہ کوئی شوہر محض عورت کو ستانے کے لیے ایسا نہ کرسکے کہ ہمیشہ طلاق دیتا رہے اور رجعت کرکے قید نکاح میں اسے محبوس رکھے؛ بلکہ شوہر کو پابند کردیاگیا کہ اختیار رجعت صرف دو طلاقوں تک ہی ہے، تین طلاقوں کی صورت میں یہ اختیار ختم ہوجائے گا؛ بلکہ فریقین اگر باہمی رضا سے نکاح ثانی کرنا چاہیں تو ایک خاص صورت کے علاوہ یہ نکاح درست اور حلال نہیں ہوگا۔ آیت پاک ”الطلاق مرتان“ اور ”فان طلقہا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ“ میں یہی قانون بیان کیاگیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر کسی نے تیسری طلاق دے دی تو معاملہ نکاح ختم ہوگیا اور اب مرد کو نہ صرف یہ کہ رجعت کا اختیار نہیں؛ بلکہ تین طلاقوں کے بعد اگرچہ دونوں باہمی رضا سے پھر رشتۂ نکاح میں منسلک ہونا چاہیں تو وہ ایسا نہیں کرسکتے تاوقتیکہ یہ عورت عدتِ طلاق گزارکر دوسرے مرد سے نکاح نہ کرلے، نیز حقوقِ زوجیت سے بہرہ ور ہوتے ہوئے دوسرے شوہر کے ساتھ رہے پھر اگر اتفاق سے یہ دوسرا شوہر بھی طلاق دے دے یا وفات پاجائے تو اس کی عدت پوری کرنے کے بعد پہلے شوہر سے نکاح ہوسکتا ہے۔ آیت کریمہ ”فان طلقہا فلا جناح علیہما ان یتراجعا“ میں اسی نکاحِ جدید کا بیان

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (3) July-Sept, 2017 pp.71-84.
ISSN 2520-7113 (Print) ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

ہے۔ یعنی پھر اگر یہ دوسرا شوہر اس کو طلاق دے دے تو ان پر اس میں کوئی گناہ نہیں کہ دوبارہ باہم رشتۂ ازدواج قائم کرلیں۔ شریعتِ اسلامی کے وضع کردہ اس ضابطۂ طلاق پر اگر پورے طور پر عمل کیا جائے تو طلاق دینے کے بعد نہ کسی شوہر کو حسرت وندامت سے دوچار ہونا پڑے گا اورنہ ہی کثرتِ طلاق کی یہ وبا باقی رہے گی، جس کے نتیجہ میں طرح طرح کے ناگوار مسائل پیدا ہوتے ہیں جو نہ صرف مسلم معاشرہ کے لیے دردِ سر بنے ہوئے ہیں؛ بلکہ اسلام مخالف عناصر کو اسلامی قانونِ طلاق میں کیڑے نکالنے اور طعنہ زنی کا موقع فراہم کررہے ہیں۔ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے: ”لو ان الناس اصابو احد الطلاق ما ندم رجل طلق امرأتہ“ اگر لوگ طلاق سے متعلق پابندیوں پر قائم رہیں تو کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دے کر گرفتار ندامت نہیں ہوگا۔ (۲۷)

حو الہ جات

۱ ۔سورۃ طحہ:10
۲ ۔سورۃ الاحزاب: 33
۳ ۔سورۃ الاعراف: 83
۴ ۔ سورہ لوط:12
۵ ۔علی حسن پروفیسر آئینہ اردولغت، خالد بکڈپو لاہور (389/1) 1973 (726) 2004
۶ ۔الزبیدی ، محمد مرتضیٰ ، تاج العروس، دارالفکر، بیروت (13/3) 1994
۷ ۔سورہ الروم:21
۸ ۔سورۃ الفرقان:74
۹ ۔سورۃ الانساء:19
۱۰ ۔سورۃ النور:32
۱۱ ۔مشکواۃ المصابیح
۱۲۔ بخاری شریف، ج:2، ص:557۔
۱۳۔ مسند امام احمد، ج:5، ص:163۔
۱۴۔ مشکوٰۃ 267 وجمع الفوائد ج۱، ص:216
۱۵۔ سنن ابی داؤد ج۱، ص:302، المستدرک للحاکم ج2، ص169 وقال الذہبی صحیح علی شرط مسلم ۔
۱۶۔الطلاق:۲۱:۶۵
۱۷۔البقرہ:۲: ۲۲۸
۱۸۔البقرہ:۲: ۲۲۹،۲۳۰ ق
۱۹۔سنن ابن ما جہ ، النکاح ، با ب المحلل و المحلل لہ ، حدیث : ۱۹۳۶
۲۰۔صحیح مسلم ، الطلاق ، باب طلاق الثلاث ، حدیث : ۱۴۷۲
۲۱۔ صحیح البخاری ج2ص791 باب من اجاز اطلاق الثلاث، سنن ابی داود: ج1ص324 باب فی اللعان۔
۲۲۔ صحیح بخاری ج2ص791باب من اجاز طلاق الثلاث ۔
۲۳۔ سنن دارقطنی ج4ص20 حدیث نمبر۔
۲۴۔ ایضاً، ج4ص10حدیث نمبر3877۔
۲۵۔ ایضاً، ج4ص20 حدیث نمبر3927۔
۲۶۔ مصنف عبدالرزاق ج 6ص305 , باب المطلق ثلاث

Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities
Vol 3 (3) July-Sept, 2017 pp.71-84.
ISSN 2520-7113 (Print) ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com, editor@gjmsweb.com

۲۷۔ احکام القرآن جصاص رازی ج۱، ص:387۔

مصادرومراجع

۱۔ القرآن الکریم۔
۲۔ احمد بن حنبل، امام، مسند، مصر، طبع قدیم۔
۳۔ احمد،عورت جنسی تفریق اور اسلام، دستاویز مطبوعات، مشعل لاہور، پاکستان۔
۴۔ الازہری، پیر، محمد کرم شاہ، ضیاء النبی، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور ۱۴۱۸ھ ؁۔
۵۔ بخاری، ابو عبد اللہ، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ایچ۔ ایم۔ سعید کمپنی، کراچی۔
۶۔ ترمذی، امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، سنن ترمذی ، مطبوعہ دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۴ھ
۷۔ خالد رحمن، سلیم رحمن، عورت، خاندان اور ہمارا معاشرہ، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈی اسلام آباد 2007 ء
۸۔ جلال الدین عمری،اسلام کا عائلی نظام، اسلامک ریسرچ اکیڈمی، کراچی، ۲۰۰۷ء ؁۔
۹۔ خالد علوی ،ڈاکٹر ، اسلام کا معاشرتی نظام، الفیصل تاجران و ناشران، غزنی سٹریٹ لاہور، ط:۲۰۰۵ء۔
۱۰۔ ابو داؤد، سلیمان بن اشعث،سجستانی، سنن ابوداؤد:۴۵۹۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت، طباعت، ۱۴۱۴ھ
۱۱۔ طاہر حمید تنولی، ڈاکٹر ،اسلام میں خواتین کے حقوق ، منہاج القرآن پبلیکشنز
۱۲۔ عبد الحمید دہلوی، سیرتِ محبوبِ کائنات، مکتبہ اسلامیہ، اردو بازار لاہور،
۱۳۔ قشیری، مسلم بن حجاج، امام، الجامع الصحیح المسلم، قدیمی کتب خانہ کراچی۔
۱۴۔ کمال اللہ بختیار ندوی، سید، اسلام میں نکاح کی اہمیت ، لکچرار شعبہء عربی دی نیوکالج چینائی۔
۱۵۔ ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید ماجہ، السنن، مجتبائی، دہلی (طبع کلاں
۱۶۔ مبشر حسین، حافظ، خوشگوار گھریلو زندگی، مبشر اکیڈمی، اردو بازار لاہور، پاکستان، دسمبر ۲۰۰۵ء ؁۔
۱۷۔ مودودی، سید، ابو الاعلیٰ، پردہ ، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ، لاہور، ۱۹۸۰ء ؁۔
۱۸۔ ولی الدین، محمد بن عبد اللہ، الخطیب، مشکوٰۃ المصابیح، ایچ۔ایم۔ سعید، کراچی۔